

سلسلة التحقيق الرقيق

في

أحاديث الحبيب الحقيق

مكتبة  
محمد  
صالح  
الحمادي



اداره اشاعه العلوم  
دکن پورہ لاہور

# سلسلۃ التحقیق الرحیق فی آحادیث الحبیب التحقیق

فرمان نبوی

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا سواری کا جانور بیابان میں بھاگ جائے اور تمہیں (مدد کے لیے) کوئی دکھائی نہ دے تو تمہیں چاہیے کہ کہو: یا عباد اللہ اُعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، چنانچہ فوراً مدد کیا جائیگا:

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر دامت برکاتہم العالیہ

ادارہ اشاعت العلوم

صوفی صاحب والی مسجد و سنپورہ لاہور

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا  
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

نام کتاب	سلسلہ التحقیق الرقیق فی احادیث الحبیب الحقیق
موضوع	تحقیق حدیث
مرتبہ	حضرت صاحبزادہ مولانا محمد عمر دامت برکاتہم العالیہ
صفحات	۲۳
تاریخ اشاعت	۱۱ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ / ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۱ء
ناشر	ادارہ اشاعت العلوم و سن پورہ لاہور

ملنے کا پتا

ادارہ اشاعت العلوم

جامع مسجد حنفیہ (صوفی صاحب دانی) و سن پورہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده لا نبي بعده  
وعليه وعلى آله واصحابه وعلى جميع الانبياء صلاته وسلامه  
اما بعد !

ثنائے پروردگار عالم اور درود و سلام پر فخر موجودات عالم کے بعد عرض ہے کہ اہل السنۃ  
والجماعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چودہ سو سال سے اپنے رب عزوجل کے قرآن اور اس کے  
محبوب مکرم کے فرمان کو سینہ سے لگائے ہوئے اور آئمہ دین متین اور علماء حق و یقین کے اقوال  
وافعال کو حزن و جان و ایمان بنائے ہوئے ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ اس امت میں ایک ایسا فتنہ  
مولود ہوا جس نے قرآن و سنت اور اصلاح امت کا مصنوعی جامہ پہن کر تمام اہل اسلام کے آئمہ  
کرام، علماء و صلحاء و عوام پر بدعت اور شرک کا فتویٰ صادر فرما کر ایک فتنہ عظیم کی بنیاد رکھی جس سے  
امت مسلمہ کو تقریباً تین سو سال سے جس نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے وہ سب عالم اسلام پر روز  
روشن کی طرح واضح ہے اور ہر ملک و قوم کے اہل السنۃ والجماعت کے علماء و صلحاء نے اپنے دائرہ  
اختیار کے مطابق اس فتنہ درندہ سے امت کو آگاہ کیا بلکہ ہمارے بے عیب بھائی نے  
گیارہ سو سال قبل ہی خطہ نجد کے لیے دعاء رحمت و برکت زفر مار کر ساری امت کو آگاہ فرمادیا اور  
فرمایا: دبھا یطلعم قرن الشیطان: اس نجد سے شیطان کا ستیگر نکلے گا (رداء البناری والمسلم)  
اور یہ مختصر رسالہ بھی اسی سلسلہ آگاہی کی ایک کڑی ہے، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاء والتجاء  
ہے کہ وہ اپنے محبوب کی امت کو ہر قسم کے فتنہ و فساد سے محفوظ و مامون فرمائے اور فقیر کی اس حقیر  
کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین۔

ہر دور کے محدثین و محققین کے درمیان ایک حدیث رحمۃ للعالمین آج تک کتب میں موجود اور خارج میں معمول رہی ہے، جو کہ تین مختلف صحابہ سے مختلف اسناد کے ساتھ مختلف کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ ایک ہی مفہوم و مضمون لیے ہوئے ہے جس پر آج تک کے تمام علماء عالمین و صلحاء کا ملین نے اعتماد کیا اور اسے شدائد و مصائب میں اختیار کیا چونکہ اس حدیث کا مفہوم مذکورہ فتنہ پرداز گروہ کے لیے نہ ہر قائل ہے اس لیے اس پر نعت حدیث کی خوب براہ چڑھ کر مذمت کی گئی اور اسے ضعیف الایمان و یقین لوگوں نے ضعیف قرار دے کر اپنے تئیں دنیا میں چھٹکارہ اور آخرت میں خسارہ حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ امت مسلمہ پر لگائے گئے شرک و بدعت کے جھوٹے پرچم کو سہارا دیا جاسکے۔ لیکن حقیقت پر پردہ ظلمت ٹھہر نہیں سکتا، رات دن کا خالق و مالک اپنی کمال رحمت سے ہمیشہ جہان کو صبح کے نور سے ظلمت کی تاریکیوں سے نجات دلاتا چلا آ رہا ہے۔

میری مراد وہ حدیث ہے جسے تین صحابہ سے یعنی عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس اور عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

(وہ حدیث جو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے)

(۱) - ۵۲۶۹ حدیثنا الحسن بن عمر بن شقیق حدثنا معروف بن حسان عن سعید عن قتادة عن بن بريدة عن عبد الله بن مسعود انه قال قال رسول الله ﷺ اذا انفطقت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله احبوا يا عباد الله احبوا فان لله حاضرا في الأرض سيحبسه (مسند أبي يعلى: ۱۷۷/۹) یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بیابان میں چھوٹ جائے تو اسے چاہیے کہ کہے: یا عباد اللہ احبوا! اے اللہ کے بندو! اے روگو! اے اللہ کے بندو! کیونکہ اللہ کے حکم سے ہرزین میں بندہ موجود ہے جو کہ اسے روک دیگا۔

اس حدیث کو ابویعلیٰ احمد بن علی حسی موصلی نے روایت کیا ہے جن کے بارے میں ابن حبان اپنی کتاب الثقات میں یوں فرماتے ہیں: آپ روایات میں مضبوط اور اسباب طاعات اور دین کے احکامات پر معتقل کرنے والے ہیں۔

(۲) - باب ما يقول اذا انفطقت الدابة: یہ باب اس بیان میں ہے کہ جب

سواری چھوٹ بھاگے تو کیا کہے: أخبرنا أبو يعلى ثنا الحسن بن عمر بن شقيق ثنا معروف بن حسان ثنا أبو معاذ السرقندي عن سعيد عن قتادة عن بن بريدة عن أبيه عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا انفطقت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله احبوا فان لله عز وجل في الارض حاضرا سيحبسه، (عمل اليوم والليلة لابن السني: ۱۰/۵۶۱) یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بے آباد زمین میں چھوٹ بھاگے تو اسے چاہیے کہ بدعا کرے: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، کیونکہ اللہ عز و جل کے حکم سے ہرزین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے روک دیگا۔

اس حدیث کو ابوبکر احمد بن محمد المعروف ابن اسنی نے اپنی کتاب عمل الیوم والليلة میں روایت کیا ہے جن کے بارے میں ڈھکی تھکی تحفظات میں لکھتے ہیں کہ ان کے بیڑ علی بن احمد نے بیان کیا کہ میرے والد رحمہ اللہ حدیث لکھ رہے تھے کہ قلم کو دوات میں رکھا اور ہاتھ اٹھا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے واصل حق ہوئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔

(۳) - ۱۰۵۱۸: حدثنا ابراهيم بن فائلة الأصبهاني ثنا الحسن بن عمر

بن شقيق ثنا معروف بن حسان السرقندي عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن عبد الله بن بريدة عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا انفطقت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد يا عباد الله احبوا على يا عباد الله احبوا على فان لله في الارض حاضرا سيحبسه عليكم (المعجم الكبير للطبراني: ۱۰/۲۱۷) یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا



رسول اللہ ﷺ نے: جب تم میں سے کسی کی سواری بے آباد زمین میں چھوٹ بھاگے تو اسے چاہیے کہ نداء کرے: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، اے اللہ کے بندو! اسے روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہر زمین میں بندہ موجود ہے جو جلد ہی اسے تم پر روک دیگا۔

اسے ابو القاسم سلیمان بن احمد نجفی شامی طبرانی نے اپنی محکم کبیر میں روایت کیا ہے اور امام ڈھمی نے آپ کو سیر اعلام النبلاء میں امام حافظ ثقفی رحال جوال محدث اسلام صاحب الجامع کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔

(۴)۔ ابو شجاع الدیلمی الحمصانی نے اسے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے (مسند الفردوس برماثور الخطاب: ۱/۳۳۰)

(۵)۔ شهاب الدین احمد بن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو یوں نقل کیا ہے: باب ما یقول اذا انفلمت دابته: یعنی جب سواری چھوٹ بھاگے تو اس کا مالک کیا کہے: پھر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ابو یعلیٰ کو نقل فرمایا۔ (المطالب العالیہ: ۱۳/۳۳۲)

(۶)۔ امام جلال الدین سیوطی نے یہی روایت ابن السنی اور طبرانی کے حوالے سے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمائی ہے، (فتح الکبیر: ۸۴۱)

(۷)۔ اسی حدیث کو علی بن ابی بکر الصغیری نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابو یعلیٰ اور طبرانی کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے وفیہ معروف بن حسان وهو ضعیف: اس حدیث کی سند میں معروف بن حسان ضعیف ہے۔

امام محی الدین نجفی بن شرف نووی فرماتے ہیں کہ اس باب میں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو مالک کیا کہے، بہت سی مشہور احادیث ہیں، ان میں سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت ابن السنی کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ہمارے شیوخ میں سے بعض نے مجھ سے بیان کیا جن کا شمار کبار علماء میں ہوتا ہے کہ ان کی سواری بدک بھاگی شاید وہ فخری اور وہ اس حدیث کو جانتے تھے تو انہوں نے اس حدیث کے مطابق یا عباد اللہ احبسوا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو فوراً ان کے لیے ٹھہرا دیا اور ایک مرتبہ میں بھی ایک جماعت کے

ساتھ تھا کہ سواری کا جانور بدک بھاگا اور وہ لوگ اس کے پکڑنے سے عاجز ہوئے تو میں نے یہی یا عباد اللہ احبسوا کہا تو وہ سواری کا جانور بغیر کسی اور سبب، صرف اس کلام کے کہنے سے فوراً رک گیا۔ (کتاب الاذکار: ۱/۱۷۷)

(وہ حدیث جو کہ عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

(۸)۔ حدثنا الحسن بن اسحاق التستری ثنا احمد بن یحییٰ النوفلی ثنا

عبد الرحمن بن سهل حدثنی ابی عن عبد اللہ بن عیسیٰ عن زید بن علی عن عتبہ بن غزو ان عن نبی اللہ ﷺ قال اذا اضل احدکم شیئاً أو اراد احدکم عوناً وهو بأرض لیس بها أنیس فلیقل یا عباد اللہ أعینونی یا عباد اللہ أعینونی فان للہ عباداً لا نراهم وقد جرب ذلك: یعنی عتبہ بن غزو ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم جائے یا تم میں سے کوئی مددکار اراد رکھتا ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کے لیے کوئی ساتھی نہیں تو اسے چاہیے کہ کہے: یا عباد اللہ أعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

اس حدیث کو ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں یہ حدیث تجربہ شدہ ہے۔ (المجم الکبیر: ۱/۱۷۷)

(۹)۔ محدث الصغیری نے یہی مذکورہ بالا حدیث عتبہ بن غزو ان سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کے رجال میں سے بعض پر ضعف کے ساتھ ان کی توثیق کی گئی ہے، مگر یزید (زید) بن علی وہ ہیں جنہوں نے عتبہ کو نہیں پایا۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۳۲)

ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفی الحصن وان اراد عوناً فلیقل یا عباد اللہ أعینونی ثلاثاً رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبہ بن غزو ان عن النبی ﷺ انه قال: الحدیث: یعنی حصن میں ہے: اور اگر کسی مددکار ارادہ ہو تو چاہیے کہ تین مرتبہ کہے: یا عباد اللہ أعینونی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو: اسے طبرانی نے زید بن علی سے وہ عتبہ بن غزو ان سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: الحدیث: پھر فرماتے ہیں: بعض علماء ثقات نے کہا

ہے: ہذا حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون: یہ حدیث حسن ہے، مسافروں کو اس کی ضرورت ہے۔ بعض مشائخ سے مروی ہے کہ یہ تجزیہ شدہ حدیث ہے جس کے سبب وہ حج کی فضیلت کو پہنچ پاسے۔ (مرقاۃ المفاتیح: ۳۵۱/۵)

(وہ حدیث جو کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے)

(۱۰)۔ اس حدیث کو امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الحاق التمیمی نے یوں روایت کیا ہے: حدثنا موسیٰ بن اسحق قال نا منجاب بن الحارث قال نا حاتم بن اسماعیل عن أسامة بن زید عن أبان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللہ ﷺ قال ان لله ملائكة في الأرض سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجرة فإذا أصاب أحدكم عرجة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله: یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے کچھ ملائکہ زمین میں محافظوں کے علاوہ ہیں جن کا کام درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھنا ہے چنانچہ جب تم میں سے کسی کو دوران سفر یا بان میں کوئی مصیبت آپڑے تو اسے چاہیے کہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو! پھر امام بزرگ فرماتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ سے اس قسم کلام ان الفاظ کے ساتھ نہیں جانا مگر اسی طریق اور اسی اسناد کے ساتھ۔ (مسند احمد: ۱۸۱/۱۱)

(۱۱) امام بیہقی نے اس حدیث کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوف یوں روایت کیا ہے: أخبرنا علی بن أحمد بن عبدان ثنا أحمد بن عیاد الصفار ثنا عیاد بن شریک ثنا بن أبی مرید ثنا عبد الله بن فروخ أخبرني أسامة بن زید حدثني أبان بن صالح عن مجاهد عن ابن عباس قال ان لله عز وجل ملائكة سوى الحفظة، الحدیث: (شعب الایمان: ۱۸۳/۱)

(۱۲)۔ محدث ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی حنیفہ جو کہ شیوخ امام بخاری سے ہیں وہ اس حدیث کو مرسل روایت کرنے کے بعد مرفوعاً بھی روایت کرتے ہیں جیسا کہ ہم ذکر کریں گے اور یہ اس حدیث کا سب سے قدیم ماخذ ہے: ۲۹۸۱۹ حدثنا یزید بن ہارون قال أخبرنا

محمد بن اسحاق عن أبان بن صالح أن رسول الله ﷺ قال اذا نفرت دابة أحدكم أو يعبر بفلاة من الارض لا يري بها أحد فليقل أعينوني عباد الله فانه سيعان: یعنی ابان بن صالح سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا جانور یا اونٹ بدک کر بھاگ جائے اور تم یہاں میں ہو اور کوئی شخص تمہیں دکھائی نہ دے تو تمہیں چاہیے کہ کہو: أعينوني يا عباد الله: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو جلد ہی اس کی مدد کی جائے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۳/۶)

امام راہزی نے اس حدیث لفظ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی تفسیر میں استناداً یوں بیان کیا ہے: وعن ابن عباس قال ان لله ملائكة سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الاشجار فاذا أصاب أحدكم حركة بأرض فلاة فليناد أعينوا عباد الله يرحمكم الله. (التفسير الكبير: ۱۵۰/۲)

آئیے اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار سے صحیح ہے یا حسن، ضعیف یا موضوع کیونکہ طائفہ نجدیہ نے اس حدیث کو ضعیف بلکہ باطل کہہ کر دنیا و آخرت کے خسارے کا سامان کیا ہے چونکہ محدثین کے نزدیک عقائد میں قابل حجت صرف صحیح یا حسن حدیث ہی ہے اس لیے ہم پہلے اس حدیث کی سند کے متعلق معلومات فراہم کرنے کے بعد اس کے متن کی صحت پر دلائل پیش کریں گے۔

(اسناد کے اعتبار سے یہ حدیث حسن ہے)

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جسے ابو یعلیٰ موصلی نے اپنی مسند میں اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور طبرانی نے اسے اپنی معجم کبیر میں ذکر کیا ہے اس کی سند میں معروف بن حسان ضعیف ہے اور ابن السنی کی اسناد کے علاوہ میں انقطاع بھی ہے کیونکہ عبد اللہ بن بریدہ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان انقطاع ہے جو کہ ابن السنی کی اسناد میں اتصال کے ساتھ ہے یعنی عن ابن بریدہ عن ابن السنی (بریدہ بن الحصیب) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رہا معروف بن حسان کا ضعیف ہونا جیسا کہ امام بخاری نے مجمع الزوائد میں



کہا ہے اور راوی کے ضعیف ہونے سے حدیث پر ضعف کا حکم تب ہوگا جب کہ اس کے لیے دیگر شواہد موجود نہ ہوں لیکن اس حدیث کے لیے شواہد روایات موجود ہیں جو کہ دیگر صحیح اور حسن اسناد کے ساتھ موجود ہیں یعنی طبرانی کی وہ روایت جو کہ عقبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اگرچہ اس میں انقطاع ہے کیونکہ زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عقبہ بن غزوہ کو نہیں پایا جیسا کہ امام بیہقی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے لیکن یہ روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے لیے تقویت کا باعث ہے اور وہ روایت جو کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے طبرانی نے روایت کیا اس کے رجال ثقہ ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد میں امام بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل کرنے بعد کہا ہے: رواہ الطبرانی و رجالہ ثقات: اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں (مجمع الزوائد: ۱۳۲۱۰) اور پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی وہ روایت جو کہ ہم ذکر کر آئے جس کی اسناد یوں ہے: حدثنا یزید بن ہارون قال أخبرنا محمد بن اسحاق عن أبان بن صالح أن رسول الله ﷺ قال إذا نفرت دابة أحدكم، الجديث؛ اگرچہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ اور رجال بخاری میں سے ہیں لیکن یہاں یہ حدیث ارسال کے ساتھ ہے مگر دیگر محدثین مثلاً امام بیہقی نے شعب الایمان میں (۱۸۳۱) اور امام بزار نے المعجم الزاویہ یعنی مستدرک الزاویہ میں (۱۸۱۱) نقل کیا ہے کہ ابان بن صالح نے اس روایت کو مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے اور یہ علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب مرسل روایت کی تصریح ہو جائے کہ اوپر کے راوی ثقہ ہیں تو وہ غیر مقبول سے مقبول بن جاتی ہے۔ یوں ہی ابن ابی شیبہ نے دوسری جگہ اس حدیث کو اتصال کے ساتھ بھی ذکر کیا ہے: حدثنا ابو خالد الأحمر عن أسامة عن أبان بن صالح عن مجاهد عن بن عباس قال ان لله ملائكة تسوي الحفظة، الحديث (مصنف ابن ابی شیبہ: ۹۱۶) اس حدیث کی یہ بہترین سند ہے کیونکہ:

۱- ابو خالد سلیمان بن حیان الاحمر کے بارے میں ابن ابی حاتم الرازی فرماتے ہیں: قال علی بن المدینی أبو خالد الأحمر ثقة: علی بن مدینی نے ابو خالد احمر کو ثقہ کہا ہے اور محمد بن

یزید الرقابی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابو خالد ثقہ مامون ہیں اور عثمان بن سعید الداری فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابو خالد الاحمر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: لیس بہ بأس: اس کے ساتھ کوئی حرج نہیں (الجرح والتعديل: ۱۰۶۴)؛ پھر محمد بن طاہر قیسرانی نے تذکرۃ الحفاظ میں انہیں یوں ذکر کیا ہے: أبو خالد الأحمر الحافظ الصدوق سليمان بن حيان الأزدی الکوفی پھر فرماتے ہیں کہ ان سے امام احمد بن حنبل وغیرہ ایک گروہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے انہیں صدوق کہا ہے اور میں کہتا ہوں آپ مشہور محدثین میں سے ہیں (تذکرۃ الحفاظ: ۲۷۱)؛ پھر امام ذہبی نے کتاب من تکلم فیہ میں لکھا ہے: سلیمان بن حیان أبو خالد الاحمر ثقہ مشہور ہیں صرف ابن معین نے انہیں لیس کجہ کہا ہے (من تکلم فیہ: ۹۲۱)؛ پھر سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی نے ان کا یوں ذکر کیا ہے: الامام الحافظ سليمان بن حيان الأزدی الکونی پھر فرماتے ہیں علی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور ابو حاتم نے صدوق کہا ہے اور ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے، ابن معین نے صدوق و لیس کجہ کہا ہے ابن عدی نے ان کی متابعت کی ہے، معاویہ بن صالح نے ابن معین سے ثقہ و لیس ثبت نقل کیا ہے، میں (الذہبی) کہتا ہوں: محدثین کا ان کے بارے میں اس قسم کا کلام ان کی ایک لغزش کی وجہ سے تھا اور وہ یہ کہ آپ نے ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن کے ساتھ خروج کیا اور آپ کی حدیث سے سب احادیث کی اصل کتب میں حجت پکڑی گئی ہے (سیر اعلام النبلاء: ۱۹۷۹) اور آپ رجال البخاری والمسلم سے ہیں، صحیح بخاری میں آٹھ اور صحیح مسلم میں اڑیس احادیث مروی ہیں۔

۲- اسامہ بن زید بھی ثقہ ہیں جرح و تعدیل میں اختلاف کے ساتھ جیسا کہ امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے: یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ اور یحییٰ القطان ضعیف قرار دیا ہے اور نسائی نے لیس بالقوی کہا ہے، ابن جوزی کہتے ہیں: ابن معین سے ان کے بارے میں تین مختلف روایات ہیں ایک میں ثقہ صالح اور دوسری میں ان کے ساتھ کوئی حرج نہیں اور تیسری میں ترک حدیث باخرہ اور یحییٰ بن سعید کے لیے یہی آخری قول صحیح ہے عباس اور احمد بن ابی مریم نے یحییٰ سے ان کا ثقہ ہونا روایت کیا ہے اور ابن ابی مریم نے ثقہ کے ساتھ لفظ حجت کا بھی اضافہ کیا

ہے (میزان الاعتدال: ۳۲۳۱)؛ یاد رہے کہ تابعین کے بعد بہت کم لوگ ہیں جن کے بارے میں جرح و تعدیل میں کوئی اختلاف نہیں لحد واجب کسی راوی کے بارے میں اس قسم اختلاف ہو تو اس کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے میں اس فن کے علماء کا فیصلہ دیکھنا ہوگا: امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے عبداللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے اسامہ بن زید کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اسامہ بن زید کی نافع سے منکر روایات ہیں، تو میں نے کہا وہ تو حسن الحدیث تو آپ نے فرمایا: تم ان احادیث میں غور کرو تو کمرہ جان جاؤ گے (البحر والتحدیل: ۲۸۳/۲) لیکن یہ ان کی نافع سے مرویات کے بارے میں ہے؛ پھر امام ذہبی نے ان کے بارے میں اپنی کتاب من تکلم فیہ میں فیصلہ سناتے ہیں: اسامہ بن زید صدوق قوی الحدیث ہیں امام مسلم نے ان سے شواہد اور متابعت کا اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ آپ ثقہ راوی ہیں (من تکلم فیہ: ۴۱۱)، پھر ابوالحسن العسلی نے معرفۃ الثقات میں لکھا ہے: ۶۱ اسامہ بن زید اللیثی ثقہ (معرفۃ الثقات: ۲۱۶/۱)؛ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک جگہ ان سے متابعہ روایت کی ہے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں ان سے بھی جس جگہ استشہاد روایت کو نقل کیا ہے۔

۳- أبان بن صالح ابوبکر تابعی متفق علیہ ثقہ ہیں جیسا کہ ابوزرعہ اور یحییٰ بن معین وغیرہ نے کہا ہے اور آپ رجال بخاری وغیرہ میں سے ہیں، امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں چار جگہ روایت کو نقل کیا ہے۔

۴- مجاہد بن جبر ابوالحجاج تابعی مشہور عالم التفسیر اور متفق علیہ ثقہ ہیں اور رجال اصحاب سے ہیں۔

۵- ابن عباس یعنی عبداللہ بن عباس مشہور صحابی رسول ﷺ ہیں۔

چنانچہ اس باب میں سند کے اعتبار سے یہ حدیث محمد و حسن لذات ہے صرف اس وجہ سے کہ اسامہ بن زید کے تام الغبط ہونے میں کمی ہے اور حسن لذات بالاتفاق مقبول ہے اس کے ساتھ ساتھ دیگر شواہد احادیث اس کے لیے تقویت کا باعث بھی ہیں لیکن طاقدہ نجد یہ اس حدیث کو صرف ضعیف ہی نہیں بلکہ باطل قرار دینے پر تسلے ہوئے ہیں جیسا کہ تیسیر العزیز الحمیدی فی شرح

کتاب التوحید میں سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبد الوہاب نے لکھا ہے: قال السیوطی حدیث ضعیف وأقول بل هو باطل: امام سیوطی نے حدیث کو ضعیف کہا ہے اور میں کہتا ہوں بلکہ یہ باطل ہے (تیسیر العزیز الحمیدی شرح کتاب التوحید: ۲۱۱/۱)؛ اول تو کہاں امام سیوطی نے اسے ضعیف کہا ہے جبکہ امام سیوطی نے اپنی کتاب الحبانک میں اسی حدیث کو فضل: الملائکۃ الملوکون یورق الشجر کے تحت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں جو شخص اس طرح پکارے ان شاء اللہ بدد کیا جائے گا (الحبانک فی أخبار الملائک: ۱۰۵-۱۱۰) اور پھر ناصر الدین البانی جو کہ ان کے اپنے طاقدہ کا شخص ہے وہ بھی اس حدیث کو دیکھ کر بوکھلایا ہوا نظر آتا اس نے سلسلۃ الا حادیث الضعیفہ والموضوعہ میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فوراً ہی ضعیف کا حکم لگا دیا جیسا کہ ان کی عادت قدیمہ ہے بھربات نہ بن پڑنے پر کبھی حسن کہا اور کبھی صحیح کہنے کے لیے رضامند نظر آتے ہیں جیسا کہ خود ہی تحریر فرماتے ہیں: قال الحافظ کما فی شرح ابن علان: هذا حدیث حسن الاسناد غریب جدا (۱۵۱/۵)؛ یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی نے تخریج الا ذکار میں کہا ہے: اس حدیث کی اسناد حسن اور غریب ہیں؛ البانی نے یہ بھی لکھا ہے: حسنہ السناد وی ایضاً فی الایتناع: اسے امام سخاوی نے بھی الایتناع میں حسن قرار دیا ہے؛ پھر البانی نے یہ بھی لکھا ہے: وقال الشیخ رجالہ ثقات: ابوبکر الشیخ نے اس کے رجال کو ثقہ کہا ہے (سلسلۃ الا حادیث الضعیفہ والموضوعہ: ۱۱۰/۲) حالانکہ اسی کتاب کے پچھلے صفحہ پر اسی مضمون کی دوسری حدیث کو بھی ضعیف لکھا، کوئی تو ان سے پوچھے کہ ایک ہی مضمون کی ضعیف اور حسن حدیث موجود ہو تو حسن حدیث کی تقویت سے وہ ضعیف بھی حسن میں شمار ہوتی ہے جیسا کہ علم حدیث کا قاعدہ ہے اور اس بات سے ہر ذی علم خوب اچھی طرح سے واقف ہے اور تمام مفسرین و محققین کی کتب اس قسم کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں مثلاً ابوبکر عمرو بن ابی عاصم الضحاک اپنی کتاب السنۃ میں لکھتے ہیں: ثنا الحسن بن علی ثنا یزید بن ہارون أنا سعید بن زری عن الحسن بن کعب بن عاصم الأشعری سمع النبی ﷺ يقول ان الله تعالى أجار أمتي من أن تجتمع على ضلالة، حدیث حسن اسنادہ ضعیف سعید بن زری منکر الحدیث، الحسن مدلس وقد عنعنہ لکن



الحديث يتقوى بما بعده وقد خرجتها في الصحيحة ويأتي له طريق أخرى  
عن كعب بن عاصم ثنا محمد بن علي بن ميمون ثنا أبو أيوب سليمان بن  
عبيد الله ثنا مصعب بن إبراهيم عن سعيد بن أبي عروبة عن قتادة عن أنس  
بن مالك أن النبي ﷺ كان يقول ان الله قد أجاز أمتي أن تجتمع على ضلالة؛  
حديث حسن اسناده ضعيف مصعب بن إبراهيم منكر الحديث أيضا لكنه  
يتقوى بما قبله (كتاب السنة لابن أبي عاصم: ۳۱۱) يعني بيان کیا ہم سے حسن بن علی نے ان  
سے یزید بن ہارون نے، انہیں بخروی سعید بن زری نے حسن سے وہ کعب بن عاصم اشعری سے  
روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو اس  
بات سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ گمراہی پر اکٹھا ہو جائے؛ یہ حدیث حسن ہے حالانکہ اس کی اسناد میں  
ضعف ہے سعید بن زری منکر الحدیث اور الحسن راوی مدلس کی وجہ سے کیونکہ انہوں نے اسے عن  
کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن اس حدیث کو بعد میں آنے والی حدیث سے تقویت پہنچتی ہے اس وجہ  
سے میں نے اسے صحیح میں نکالا ہے اور اس کے لیے دوسرا طریق کعب بن عاصم سے ہے؛ ہم سے  
بیان کیا محمد بن علی بن ميمون نے ان سے ابوایوب سلیمان بن عبید اللہ نے ان سے مصعب بن  
ابراہیم نے وہ سعید بن ابی عروبة سے وہ قتادہ سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ بے  
شک نبی ﷺ فرمایا کرتے: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کو گمراہی پر اکٹھا ہو جانے سے محفوظ  
فرمایا ہے؛ یہ حدیث حسن ہے اس کی اسناد میں مصعب بن ابراہیم منکر الحدیث کی وجہ سے بھی  
ضعف ہے لیکن اسے پہلی حدیث سے تقویت پہنچتی ہے۔

اگرچہ اس حدیث کی بعض اسناد میں ضعف ہے لیکن باہم دیگر شواہد کے اعتبار سے درجہ  
ضعف سے خارج ہو کر کے درجہ حسن کو پہنچتی ہے جیسا کہ ملا علی القاری الہکی نے ذکر کیا ہے کہ بعض  
علماء نے کہا ہے: هذا حديث حسن يحتاج اليه المسافرين: یہ حدیث حسن ہے اور  
مسافر اس کے محتاج ہیں (مرقاۃ المصابیح: ۲۵۱۵) اختصار کی بناء پر ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔  
پھر البانی صاحب اس بات سے تالاں ہیں کہ محدثین نے یہ کیوں کہا ہے کہ ہم نے اس

حدیث کو عملاً تجربہ سے صحیح پایا ہے اور اس پر علامہ شوکانی کی تحریر کا حوالہ دیا جو کہ کسی دوسری حدیث  
کے متعلق کہے گئے اس قسم اقوال کے بارے میں ہے کہ اسناد پر اعتماد کئے بغیر صرف تجربہ سے  
حدیث کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوتا؛ شوکانی کہتے ہیں: وأقول السنة لا تثبت بمجرد  
التجربة (تحفة الأکرین: ۲۱۵/۱) میں (شوکانی) کہتا ہوں کہ صرف تجربہ سے سنت ثابت نہیں  
ہوتی۔ ہاں علامہ شوکانی کی یہ بات بالکل درست ہے مگر ہم پہلے ذکر کرتے ہیں کہ یہ حدیث صرف  
تجربہ سے نہیں بلکہ اپنی اسناد کے اعتبار سے بھی ثابت ہے پھر اگر البانی صاحب کے لیے علامہ  
شوکانی کا قول حجت ہے تو سنئے طائفہ نجد یہ کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر اللہ سے استعانت یعنی مدد مانگنا  
شرک ہے اور البانی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں جیسا کہ اسی مذکورہ بالا حدیث کے تحت لکھتے ہیں  
کہ جو امام نووی نے یہ کہا ہے کہ میں نے اور دیگر اکابر شیوخ نے اس حدیث کو تجربہ سے صحیح پایا ہے؛  
میں (البانی) کہتا ہوں کہ عبادات تجربوں سے اخذ نہیں کی جاتی خصوصاً اس قسم حدیث سے جو کہ  
امر غیبی کے بارے میں ہو تو جائز نہیں کہ ایسی حدیث کی تجربہ سے صحیح کی جائے اور اس سے بعض  
لوگوں کا یہ جواز پکڑنا کہ شداک میں مردوں سے مدد مانگنا جائز ہے تو یہ تو شرک خالص ہے (سلسلہ  
لا حادیث الضعیف والموضوع: ۱۰۹/۲) پھر البانی صاحب اسی کتاب کے اگلے صفحہ پر اپنے طائفہ  
نجدیہ کے عقیدہ کے گلے پر چھری پھیرتے ہوئے فرماتے ہیں: فهذا الحديث اذا صح يعين  
أن المراد بقوله في الحديث الأول يا عباد الله انما هم الملائكة، الخ: یعنی جبکہ یہ  
حدیث صحیح بھی ہو تو حدیث اول میں یا عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں اور یہ جائز نہیں کہ ان کے ساتھ  
مسلمان جن وانس کو بھی ملا دیا جائے یعنی جنہیں لوگ اولیاء صالحین رجال الغیب کا نام دیتے ہیں  
برابر ہے کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ کیونکہ ان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) واضح شرک ہے کیونکہ اول تو  
وہ سنتے ہی نہیں ہیں اور اگر سنتے بھی ہوں تو مدد کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے اور اس بارے میں بہت  
ساری صریح آیات بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا  
يَنبَغِي لَهُمْ أَنْ يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ  
وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَمِيرٍ؛ فاطر: ۱۳-۱۴) ترجمہ: اور

اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو روانہ خرما کے چھلکے تک کے مالک نہیں (۱۳) تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں اور بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری حاجت روانہ کر سکیں گے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک سے منکر ہوں گے اور تجھے کوئی نہ بتائے گا اس بتانے والے کی طرح (۱۴)۔

الحمد للہ! نجدیوں کے فتویٰ کہ استغاثہ بغیر اللہ شرک ہے (شرح کتاب التوحید: ۱۷۹-۱۸۰) اسے البانی صاحب نے چور چور کر دیا اور کہا کہ حدیث کے الفاظ عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے کیونکہ حدیث کے مطابق وہ حاضر بھی ہیں مشکلات میں پکارنے سے مدد کرنے کی قدرت بھی رکھتے ہیں اور وہ غیر خدا بھی ہیں، رہا یہ کہ بقول البانی صاحب اس حدیث سے مسلمان جن و انس اس میں شامل نہیں تو آئیے طائفہ نجدیہ والہانہ آپ نے جس علامہ شوکانی کو اپنے قول پر بطور حجت پیش کیا وہ اسی کتاب تحفۃ الزکریا میں اس حدیث کے تحت آپ کے لیے کیا ارشاد چھوڑ گئے اگر بصیرت نہیں تو کم از کم بصارت سے کام لے لیجئے، دیکھئے علامہ شوکانی عبداللہ بن مسعود، عتبہ بن غزوہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت نقل کرنے اور اس پر بحث تحریر فرمانے کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول حدیث کو ذکر فرما کر کیا فرماتے ہیں: قال فی مجمع الزوائد رجالہ ثقات وفقی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانة بہن لا یراہم الانسان من عباد اللہ من الملائکة وصالحی الجن ولیس فی ذلک بأس کما یجوز للانسان أن یتستعین ببنی آدم اذا عثرت دابته أو انفلتت (۲۳۸/۱) امام بخاری نے مجمع الزوائد میں اس حدیث کے رجال کو صحیح کہا ہے اور اس حدیث میں ان لوگوں سے استعانت (مدد مانگنے) کے جواز پر دلیل ہے جو اللہ کے بندوں میں سے دکھائی نہیں دیتے خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا فرشتوں میں سے یا نیک جنات میں سے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں جیسا کہ انسان بنی آدم سے مدد طلب کرتا ہے جبکہ اس کی سواری ٹھوکر کھا جائے یا چھوٹ کر بھاگ جائے۔

پھر البانی صاحب کا یہ کہنا کہ ان دونوں حدیثوں کے الفاظ عباد اللہ سے مراد وہ مخلوق ہے جو کہ بشر کے علاوہ ہے اور اس کی وجہ آگے چل کر یوں بیان کی: لا یسمعون الدعاء ولو سمعوا

لہا استطاعوا الاستجابة: یعنی وہ کسی کی پکار کو سن نہیں سکتے اور اگر سن بھی لیں اس کے جواب کی طاقت نہیں رکھتے؛

جواب: شاید کہ البانی صاحب صحیح اور حسن مقبول و معمول احادیث کو ضعیف بنانے کی کوشش میں قرآنی آیات کو بھی ضعیف روایت سمجھنے لگے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بڑے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان موجود ہے کہ جب انہوں نے چیونٹی کی گفتگو سنی: فتبسم ضاحکا من قولها (النمل: ۱۹) تو آپ اس کی گفتگو سن کر مسکرا دیئے۔ اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے: وقد سمعہ من ثلاثہ أمیال: سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کی گفتگو کو تین میل کے فاصلے سے سنا۔ پھر امام قرطبی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: وتبسم من قولها وهذا يدل دلالة واضحة أن النمل نطقا وقولا لكن لا یسمعه کل أحد بل من شاء اللہ تعالیٰ ممن خرق له العادة من نملی أو دلی: وتبسم من قولها قرآن کی اس آیت سے بڑی واضح دلیل ہے کہ چیونٹی بولنے کی طاقت رکھتی ہے اور گفتگو کرتی ہے لیکن ہر کوئی اسے سن نہیں سکتا بلکہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ چاہے ان لوگوں میں سے جن کے لیے خرق العادة ہے یعنی نبی ہو یا ولی۔ یہاں تک تو بطلان قول البانی واضح ہوا کہ بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں جو کہ دور دراز سے چیونٹیوں تک کی آواز سن سکتے ہیں تو کیا نبی اپنے امتی کی فریاد کو نہیں سن سکتا ہے؟ باقی رہا یہ کہ دور دراز سے نبی یا ولی کا کسی قسم کا تصرف کرنے کی طاقت رکھنا؟ تو ہم قرآن عظیم کے اس واقعہ کی طرف آتے ہیں کہ جس میں اللہ کے ایک ایسے ولی کا ذکر ہے جس کے پاس علم کتاب ہے اور وہ دور دراز سے عظیم تصرف پر قدرت بھی رکھتا ہے میری مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا سے ہے کہ جب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کے تخت لانے کے بارے میں کہا تو ایک قوی جن نے کہا کہ میں کے آپ دربار کے برخاست ہونے سے قبل لااتا ہوں لیکن آپ نے فرمایا: ہمیں اس سے بھی جلدی مطلوب ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے: وقال الذی عنده علم من الکتاب أنا أتیک به قبل أن یرتد الیک طرفک (النمل: ۳۰) اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک بل



مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اسے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے۔ اب کیجیے البانی صاحب آپ تو کہتے ہیں حدیث میں جن اور فرشتے مراد ہو سکتے ہیں بشر کے بس کی بات نہیں لیکن یہاں ایک بشر اللہ کے ولی نے قوی جنات کو مات دے دی۔

رہا البانی صاحب کا قرآن عظیم کی اس آیت: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْعِيرٍ اِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ، الْآیۃ: اور اس قسم دیگر آیات سے استصحاب تو آئیے دیکھتے ہیں کہ اس آیت کے بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں:

امام جلال الدین سیوطی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ اٰی غمہ وہم الأصنام (جلالین ۳۴۸/۱) اور جن کو تم پکارتے ہو یعنی عبادت کے طور پر اس کے سوا یعنی اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

ابن کثیر اس آیت کے تحت بیان کرتے ہیں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ اٰی من الأصنام (۵۵۲/۳): اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یعنی بتوں میں سے۔ پھر ان تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَاءَكُمْ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی الْاٰلِهَةُ الَّتِي تَدْعُونَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا تَسْمَعُ دَعَائَكُمْ لِأَنَّهُمْ جَسَدٌ لَا أَرْوَاحَ فِيهَا (۵۵۲/۳): یعنی وہ خدا جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے کیونکہ وہ جمادات ہیں ان میں ارواح ہے ہی نہیں۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ اٰی من الأصنام (۳۳۶/۱۴): اور اللہ کے سوا تم جن کی عبادت کرتے ہو یعنی بت۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دَعَائَكُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اٰی اِنْ تَسْتَغِيثُوا بِهِمْ فِي النُّوْثِ لَا يَسْمَعُوا دَعَائَكُمْ لِأَنَّهُمْ جَسَدَاتٌ لَا تَبْصُرُ وَلَا تَسْمَعُ: یعنی اگر تم ان بتوں سے مدد و طلب کرو مشکلات میں تو وہ تمہاری پکار نہیں سن سکتے کیونکہ وہ جمادات ہیں ان کے لیے بشارت و سماعت نہیں۔

واضح ہوا کہ تَدْعُونَ سے مراد عبادت ہے یعنی معبود سمجھتے ہوئے پکارنا خواہ کسی نبی کو ہو یا

ولی کو یا کسی جن کو ہو یا فرشتے کو یا بت کو ہو یا کسی قبر والے کو سب شرک کے زمرہ میں آتا ہے اور اگر معبود حقیقی کی جانب سے ان کو اپنا معاون و مددگار جان کر پکارا جائے تو یہ قرآن کی اس آیت کے زمرہ میں آتا ہے: اِنَّمَا وَلِيكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا، الْآیۃ (المائدہ: ۵۵) بے شک اللہ اور اس کا رسول اور مومنین (صالحین) تمہارے مددگار ہیں اور اس حدیث کے الفاظ یا عباد اللہ اَعْمِنُوْنِی: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ کے زمرہ میں بھی جو کہ عقیدہ توحید کے خلاف نہیں اور اگر اللہ کے بندوں کو مدد کے لیے پکارنا صرف عبادت یا شرک ہوتا جیسا کہ نجدیوں کا عقیدہ ہے تو پھر اس حدیث کو درست جان کر نقل کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے آج تک کے تمام ائمہ دین، مفسرین، محققین، محدثین اور صالحین سب کے سب مشرک ٹھہرے حالانکہ طائفہ نجدیہ کے اپنے لوگوں نے بھی اس حدیث کو نقل کیا اور قابل عمل سمجھا ہے لہذا ان میں سے چند ایک کی مثال پیش کرتے ہیں

(طائفہ نجدیہ اپنے گھر کی خبر لیں)

نجدیوں کے شیخ الاسلام کے شیخ الاسلام یعنی ابن تیمیہ اپنی کتاب الکلم الطیب میں تحریر کرتے ہیں: فصل فی الدابة تنفلت: اس فصل میں بیان ہے کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو کیا کیا جائے: پھر نقل کرتے ہیں: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا جانور بیابان میں چھوٹ بھاگے تو تمہیں چاہیے کہ بلند آواز سے کہو یا عباد اللہ احسبوا یا عباد اللہ احسبوا: اے اللہ کے بندو! اے روکو، اللہ کے بندو! اے روکو: بے شک اللہ کے زمین میں موجود بندے اسے جلد ہی روک دیں گے۔ (الکلم الطیب ص ۱۰۹ ذکر اللفظ: ۱۰۹)

حافظ ابن قیم الجوزیہ الحنبلی اپنی کتاب الوابل الصیب میں کیا فرماتے ہیں: الفصل السابع والثلاثون فی الدابة اذا انفطت وما یدکر عند ذلک: سینتیسویں فصل اس سواری کے جانور کے بارے میں جو بدک بھاگے اور اس وقت کیا ذکر کیا جائے: تحریر فرماتے ہیں: بہ اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب تم میں سے کسی کا



جانور بیابان زمین میں چھوٹ بھاگے تو تمہیں چاہیے کہ بلند آواز سے کہو: یا عباد اللہ احبسوا! اے اللہ کے بندو! روکو، کیونکہ اللہ عزوجل کا بندہ موجود ہے جو اسے جلد ہی روک دے گا۔ (الوہاب المصیب: ۱۸۵)

علامہ شوکانی کی اس حدیث پر تحریر ہم ذکر کر چکے ہیں لیکن یہ یاد رہے کہ یہ وہی شوکانی ہیں جن کا ابن عبد الوہاب کے بارے میں تحریر شدہ مرثیہ نجدیوں نے بڑے اہتمام کے ساتھ ابن عبد الوہاب کے حالات زندگی پر لکھی گئی کتاب کے آخر میں شائع کیا ہے (کتاب الشیخ محمد بن عبد الوہاب عقیدتہ السلفیہ ودعوتہ الاصلاحیہ وثناء العلماء علیہ: ۶۰)، یہ تو علماء یہود کا طریقہ ہے کہ جو بات اپنے حق میں ہو اسے ظاہر کر دو اور دوسری کو چھپاؤ؛ علامہ شوکانی نے بڑے واضح انداز میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: 'وفی الحدیث دلیل علی جواز الاستعانة ببن لا یزاهم الانسان من عباد اللہ' (تحتہ الذاکرین: ۲۸۷) یعنی اس حدیث میں اللہ کے بندوں میں سے ان انسانوں سے مدد طلب کرنے کے جواز پر دلیل ہے جو کہ دکھائی نہیں دیتے؛ جیسا کہ ہم پہلے ذکر آئے ہیں۔

### (متن اور مفہوم کے اعتبار سے)

دیئے تو متن اور اس کے مفہوم کے اعتبار سے اس حدیث کی صحت کیسی ہے، اس پر شواہد گزر چکے لیکن آخر میں ایک ایسے امام کا عمل پیش نظر ہے کہ جس کے تقویٰ و پرهیزگاری کا سارا عالم گواہ ہے اور طائفہ نجدیہ بھی برائے نام اپنے آپ کو انہیں کا پیر و کار کہلاتا ہے، آئیے دیکھتے ہیں:

۹۱۲۔ حدثنا قال سبعت أبا یقول حججبت خمس حجج منها ثنتين راکبا وثلاثة ماشیا أو ثنتين ماشیا وثلاثة راکبا فصللت الطريق فی حجة وکنت ماشیا فجعلت أقول یا عبا دالله دلونا علی الطريق فلم أزل أقول ذلك حتی وقعت الطريق أو کما قال أبا (مسائل الامام احمد رولیه لہ عبد اللہ: ۲۱۵) یعنی عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے پانچ حج کئے ہیں دو سواری پر اور تین پیدل یا فرمایا: دو پیدل اور تین سواری پر

چنانچہ راستہ حج مجھ سے گم ہوا اور میں پیدل تھا تو میں نے یہ کہنا شروع کیا: یا مہار اللہ! یا علی الطريق! اے اللہ کے بندو! مجھے راستہ دکھاؤ، میں اسی طرح کہتا رہا حتیٰ کہ صحیح راستہ پر پائی گیا یا یہ کہ انہوں نے فرمایا۔

کیسے اب کیا کہتے ہیں کیا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث پر عمل کر کے اس کی تصدیق فرمادی یا پھر وہ بھی شرک کا شکار ہو گئے؛ خدا کے لیے اس امت پر اللہ کے بندوں سے مدد طلب کرنے کے سبب شرک کا فتویٰ لگانے والو جوش کی بجائے ذرا ہوش سے کام لو اور اسے مسلمانوں تم بھی ذرا اپنے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی خوب کان کھول کر سن لو اور کسی دھوکہ میں نہ پڑو: حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان چیزوں میں سے جن کے مجھے تم (امت) پر خوف ہے ایک ایسا شخص ہے جو کہ قرآن پڑھے گا حتیٰ کہ جب اس کی رونق اس پر دکھائی دینے لگے گی اور اسلام کی نصرت کا لبادہ اوڑھے رہے گا جب تک اللہ چاہے گا پھر اس لبادہ سے نکل جائیگا اور اسے اپنی پیٹھ پیچھے پھینک کر تلوار لیے ہوئے اپنے پڑوی پر چڑھ دوڑے گا اور اس پر شرک کا فتویٰ لگائے گا، حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ! ان دونوں میں سے شرک کا حق وار کون ہے شرک کا فتویٰ لگانے والا یا جس پر شرک کا فتویٰ لگایا جائیگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بلکہ شرک کا فتویٰ لگانے والا ہے، ابن کثیر نے اس حدیث کو ابو یعلیٰ کے حوالہ سے سند ذکر کرنے کے بعد کہا ہے: 'هذا اسناد جید' اس حدیث کی اسناد جید ہیں (تفسیر ابن کثیر: ۲/۲۶۶) اور یہی حدیث اور طریق سے حضرت معاذ بن جبل صحابی رسول ﷺ سے بھی مروی ہے۔

(کیا چودہ سو سال تاریخ میں امت مسلمہ کے اکابرین شرک کا شکار رہے)

اب آخر میں اس طرف آتے ہیں کہ اس طائفہ نجدیہ کے اس فتویٰ کے مطابق کہ غیر خدا سے مدد کا طلبگار ہونا حرام ہی نہیں بلکہ شرک ہے تو اس فتویٰ کا اطلاق کن کن اور کس کس زمانہ کے لوگوں پر ہوتا ہے، آئیے تاریخ کے آئندہ میں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سی شخصیات ہیں جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا یا اس پر عمل کیا یا پھر اس پر عمل کرنے کی ترغیب دے کر اس فتویٰ کے اعتبار سے مشرک ٹھہرے۔

۱- ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوئی (۱۵۹ھ-۲۳۵ھ) نے اس حدیث پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا ہے: کیا کہے وہ آدمی جس کا سواری کا جانور یا اونٹ سفر میں بدک کر بھاگ جائے (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۰۳/۶)

۲- امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۱۶۳ھ-۲۴۱ھ) نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے سفر حج میں کہا: یا عباد للہ دلو نا جیسا کہ ان کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں

(مسائل الامام احمد ردیۃ: ۲۱۵)

۳- امام حافظ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالحق العسکری المزاری (المتوفی ۳۹۲ھ) نے اس حدیث کو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کر کے فرمایا: ہم نے اس کلام کو ان الفاظ کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی نہیں جانا مگر اسی طریق اور اسی اسناد کے ساتھ (۱۸۱/۱)

۴- ابو یعلیٰ احمد بن علی بن العسکری ترمذی الموصلی (۲۱۰ھ-۳۰۷ھ) نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (مسند ابی یعلیٰ: ۱۷۷/۹)

۵- ابو القاسم سلیمان بن احمد نخعی شامی طبرانی (۲۶۰ھ-۳۶۰ھ) نے اس حدیث کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے (المعجم الکبیر: ۲۱۷/۱۰)

۶- ابو بکر احمد بن محمد الدینوری الشافعی المعروف ابن السنی (۲۸۵ھ-۳۶۴ھ) فرماتے ہیں: کیا کہے جب سواری کا جانور بدک بھاگے۔ (عمل الیوم واللیلۃ: ۲۵۶/۱)

۷- ابو شجاع شیردیہ بن شہر دار الدیلمی الهمدانی (۳۳۵ھ-۵۰۹ھ) نے بھی عبداللہ بن

مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے (الفردوس بما ثور الخطاب: ۲۳۰)

۸- امام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی شارح مسلم (۶۱۳ھ-۶۷۶ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر بعض شیوخ کا تجربہ اور اپنا عمل تحریر فرمایا ہے (کتاب: ۱۰۵/۱)

۹- ابن تیمیہ (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ) نجدیوں کے شیخ الاسلام نے بھی اسے نبی اکرم ﷺ سے منقول دعاؤں میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ سواری بدک بھاگنے کے وقت کیا دعا کی جائے

(المکرم المصیب: ۱۰۹)

۱۱- شمس الدین سعد بن جزیر الزرعی دمشقی المعروف ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ-۷۵۱ھ) نے بھی اس عمل کی ترغیب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جب سواری کا جانور بدک جائے تو

اس وقت میں کیا کہا جائے۔ (الوابل المصیب: ۱۸۵/۱)

۱۲- شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن متفح مقدسی حنبلی (المتوفی ۷۲۳ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس پر عمل بھی نقل کیا ہے۔

(الآداب الشریعہ: ۲۵۷/۱)

۱۳- الامام الحافظ شہاب الدین احمد المعروف ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ) اس باب میں لکھتے ہیں کہ جب سواری کا جانور چھوٹ جائے تو اس کا مالک کیا کہے، پھر ابو یعلیٰ کی روایت کو نقل فرمایا (المطالع العالیہ: ۳۲۶/۱۳)

۱۴- علی بن ابی بکر العسکری (المتوفی ۸۰۷ھ) نے لکھا ہے کہ جب سواری چھوٹ بھاگے یا کسی سے مدد کا ارادہ ہو یا کوئی چیز گم جائے تو کیا کہا جائے پھر صحابہ سے مروی تینوں احادیث کو ذکر کیا۔ (۱۳۲/۱۰)

۱۵- امام جلال الدین سیوطی (۸۳۹ھ-۹۱۱ھ) نے اسے ابن السنی وغیرہ کے ہاں نقل کیا ہے۔ (جامع الاحادیث: ۱۷۷/۱)

۱۶- ملا علی بن سلطان محمد القاری الحنفی (المتوفی ۱۰۱۳ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد بعض ثقہ علماء کا ارشاد نقل کیا ہے جنہوں نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور مسافروں کو اس کی

ضرورت ہے اور کئی مشائخ اسی حدیث کے توسط سے حج کی فضیلت کو پہنچے۔

(مرقاۃ المفاتیح: ۲۸/۵)

۱۷۔ علامہ محمد بن علی بن محمد الشوکانی (۱۱۷۳ھ-۱۲۵۵ھ) نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ان بندوں سے مدد مانگنا جو دکھائی نہیں دیتے خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے یا فرشتوں میں جائز ہے۔

(تحفۃ الذاکرین: ۲۳۸/۱)

میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اہل اسلام پر صرف اس وجہ سے شرک کا فتویٰ لگائے ہوئے ہیں کہ وہ اللہ کے بندوں کو مصائب و شدائد میں مدد کے لیے پکارتے ہیں وہ اس تحریر سے ہدایت پکڑیں کیونکہ اگر یہ بات شرک ہو تو قرونِ اولیٰ سے آج تک کے محدثین، مفسرین و محققین اجماعی طور پر اس شرک پر متفق رہے جو کہ ناممکن ہے والہدایۃ من اللہ۔

کتبہ فقیر محمد عمر و سنہوری

۱۳/شوال ۱۴۳۲ھ